اصلاح کی ذمّہ داری ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اور اصلاح ایک خاص جذبہ کا تقاضا کرتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲؍اکتوبر ۱۹۷۰ء بمقام مسجد مبارک ربوہ۔ غیر مطبوعہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

الیکشن کے سلسلہ میں جو مختلف سیاسی پارٹیاں جلسے جلوس وغیرہ کر رہی ہیں اس کے نتیجہ میں ہمارے ملک کی فضا میں کافی تلخی پیدا ہوگئی ہے اس تلخی کو دور کرنے کی (میں سمجھتا ہوں) بڑی بھاری ذمّہ داری جماعت احمدیہ پر ہے۔ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اسلام کی صحیح تعلیم (جو اس زمانہ کی اور پھر آئندہ آنے والے زمانے کی خصوصی ضروریات کو پورا کرنے والی اور مسائل کو سلجھانے والی ہے وہ) ہمیں ملی ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کی حیثیت میں اس لئے ظاہر ہوئے تھے کہ دنیا کے مسائل صحیح معنی میں اور حقیقی طور پر حل ہوسکیں۔ ہمیں اچھی طرح سے یہ سمجھایا گیا ہے کہ کسی سے دشمنی نہیں رکھنی اگر ہمارے دشمن بھی اپنی غلطیوں کے نتیجہ میں یا جہالت کی وجہ سے ہماری پاکستان کی پاک فضا میں (جو پاک ہی ہونی چاہئے اللہ کرے ہو جائے) فتنہ اور فساد پیدا کریں تب بھی ہمارے دلوں میں ان کے لئے دشمنی نہیں ہم فتنہ کے تو دشمن ہیں ہم فساد کے تو دشمن ہیں لیکن مفسد کے دشمن نہیں کیونکہ اصلاح کی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اور اصلاح بھی ایک خاص جذبہ کا تقاضا کرتی ہے اس کے بغیر انسان دوسروں کی اصلاح نہیں کرسکتا اور اس جذبہ کو قرآن کریم کی اصطلاح میں ”بخع“ کا نام دیا گیا ہے

تو دشمنی نہیں بلکہ ’’بخع‘‘ کی کیفیت پیدا ہونی چاہئے جس میں دوسرے کی عزت کا بھی خیال رکھنا ہے اس کی اصلاح کا بھی خیال رکھنا ہے کہ جَادِلۡهُمۡ بِالَّتِیۡ هِیَ اَحۡسَنُ (النحل:۱۲۶) کا خیال بھی رکھنا ہے اگر ہم اپنے مقام کو پہچانیں تو صرف ہم ہیں جن کے کندھوں پر اصلاح کی ذمہ واری ڈالی گئی ہے اگر نہ پہچانیں تو یہ ہماری بدقسمتی ہے۔لیکن اگر ہم اپنے مقام کو پہچانیں تو صرف ہم ہیں جو اس فتنہ کو دور کرنے اور اس تلخی کو مٹانے کی اہلیت رکھتے ہیں ایک تو ہماری زبان پر تلخی نہیں آنی چاہئے ہمارے دل میں یہ جذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ فساد مٹ جائے اور تلخی زائل ہو جائے اور پھر جو تدبیر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتائی ہے اس کی طرف ہمیں متوجہ ہونا چاہئے اور اگر ہم یہ ظاہر کر دیں اور عملاً ثابت کر دیں کہ ہم کسی کے دشمن نہیں تو جس کے ہم دشمن نہیں ہماری بات سننے کیلئے تیار ہو جائے گا انسانی فطرت کے اندر یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے دوست کا خیال رکھتا ہے اس کی بات سننے کیلئے تیار ہو جاتا ہے لیکن سب سے زیادہ زبردست ہتھیار اور بہت ہی اہم چیز جو ہمیں دی گئی ہے وہ دعا ہے اور دعا کا ہتھیار ہے ہم جس رنگ میں دعا پر ایمان اور یقین رکھتے ہیں وہ رنگ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ افراد میں بعض جگہ ہوگا لیکن بحیثیت جماعت کسی اور جماعت میں نظر نہیں آتا۔ہم اس یقین پر قائم کئے گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمام طاقتوں کا مالک ہے اور کوئی چیز بھی اس کے آگے انہونی نہیں ہے اور اس طرح پر ہمیں یہ امید دلائی گئی ہے کہ ہم اپنے کام میں کامیاب ہونگے خواہ فتنہ کتنا ہی بڑھا ہوا کیوں نہ ہو اگر ہم دعا کے ذریعہ عرش الٰہی تک پہنچنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اس رنگ میں دعائیں کرنے کی توفیق دے گا کہ وہ اس کے حضور قبول ہو جائیں پھر ہم اس فتنہ کو دور کرنے کے قابل ہو جائیں گے کیونکہ ہم تو لاشئی محض ہیں لیکن جس ہستی سے ہمارا تعلق ہے وہ تمام قدرتوں اور طاقتوں کا مالک اور سرچشمہ ہے۔ہم دعا کے ذریعہ اپنے ملک کی تلخی کو دور کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں ہمیں اس طرف متوجہ ہونا چاہئے کیونکہ جس چیز کا علاج صرف ہمارے پاس ہے اگر وہ علاج ہم نہ کریں تو پھر مریض جو ہے اسکو شفا نہیں ہوسکتی۔پس دعاؤں کے ساتھ اس مرض کا علاج کرنا چاہئے۔بہت دعائیں کرنی چاہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستانی کو سمجھ عطا کرے اس کو پتہ لگ جائے کہ قرآن کریم کی تعلیم کی رو سے فساد خدا تعالیٰ کو پیارا نہیں ہے اور جو چیز خدا تعالیٰ کو

پیاری نہ ہو وہ اس کے بندے کو پیاری ہو جائے تو اس بندے کی بدقسمتی ہے اگر اس کو سمجھ آجائے تو اسے بچنا چاہئے اس چیز سے اور اگر اس سے ہمدردی رکھنے والے اور غمخواری رکھنے والے کو سمجھ آجائے تو اس کا فرض ہے کہ اس کو محفوظ رکھے اس فساد سے عذاب اور ہلاکت سے تو دعاؤں کے ذریعہ اپنے ملک کی فضا کو پاک فضا بنانے کی ذمہ داری کو سمجھو اور اسے پورا کرنے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اس کی توفیق عطا کرے۔

میں نے بتایا ہے کہ ہم کسی کے بھی دشمن نہیں۔ بعض ناسمجھ افراد، بعض ناسمجھ پارٹیاں کہہ دیا کرتی ہیں کہ ہم کو جب بھی طاقت ملی احمدیوں کو قتل کر دیں گے اس پر بھی ہمیں غصہ نہیں آتا ہمیں واجب القتل قرار دیں اور اس کا اعلان کر دیں تو ہمیں غصہ نہیں آتا اس لئے کہ ہمارے رب نے ہمیں کہا ہے اور بڑے پیار کے ساتھ کہا ہے کہ کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو احمدیت کو ہلاک کر دے اور نیست و نابود کر دے اس واسطے جو چیز ہونی نہیں جب دعویٰ ایسی چیز کا ہو تو نہ ہمیں فکر کرنے کی ضرورت ہے نہ ہمیں غصہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے دل میں رحم کا جذبہ پیدا ہونا چاہئے کہ ان کا تخیل اور ان کا منصوبہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور اللہ تعالیٰ کے منصوبہ کے خلاف ہے اور ہر اس شخص پر ہر احمدی کو رحم آنا چاہئے اور اس رحم کے نتیجہ میں پیار کے ساتھ اور ہمدردی کے ساتھ اور محبت کے ساتھ اُس کو سمجھانا چاہئے کہ جدھر خدا کا منشا ہے ادھر چلنے کی کوشش کرو خدا کے حکم اور فیصلہ کے خلاف اپنے اوقات اور اموال، منصوبوں اور عقل اور ذہن کو ضائع نہ کرو ہمارے بعض مخالف گالیاں دیتے ہیں (اکثریت تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے شریف ہے اور سمجھدار ہے اس واسطے وہ اپنی شرافت کے نتیجہ میں اور اپنی فراست کے نتیجہ میں اس قسم کی گندہ ذہنی سے کام نہیں لیتے لیکن بعض حصّہ لیتے ہیں اس کا تو انکار نہیں کیا جاسکتا) ہمارے قومی اخباروں کے پچھلے سال کے فائلوں میں بہت سارے آدمیوں کی طرف سے بعض غلط بیان منسوب ہوئے ہیں جن کی ان اخباروں نے کوئی تردید نہیں کی تو جو ایسی باتیں کرتے ہیں ان کے خلاف بھی ہمیں کوئی غصّہ نہیں وہ قابلِ رحم ہیں۔ جو خدا کی مرضی کے خلاف چل رہا ہے یقیناً وہ قابلِ رحم ہے یہ کوئی فخر کی بات نہیں ہے کہ میری مرضی اور ہے اور اللہ تعالیٰ کی مرضی جو ہو، ہوتی رہے یہ جنون کی کیفیت تو کہلاسکتی ہیں شرافت کا تقاضا نہیں

کہلا سکتا ہمیں نہ گھبرانے کی ضرورت ہے نہ فکر کی ضرورت ہے بعض نوجوان جن کو پورا یقین نہیں ہوتا وہ گھبرا بھی جاتے ہیں کہ اب کیا ہوگا۔ کئی نسلیں گذر گئی ہیں اور ہر نسل میں سے ایسے آدمی پیدا ہوتے رہے ہیں (احمدیت کے اندر) کہ جو کہتے ہیں کہ اب کیا ہوگا'' تو اب کیا ہوگا'' کا نتیجہ وہی ہوگا جو خدا چاہے گا اور خدا نے یہی چاہا ہے کہ احمدیت ترقی کرتی چلی جائے۔ سب سے پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کفر کے فتوے اور سارے اسی ٹائپ کے دوسرے فتوے اس وقت لگے تھے جب ایک آدمی بھی آپ کی بیعت میں داخل نہ تھا دوسو علماء نے کفر کا فتویٰ لگا دیا اور اس وقت ایک شخص نے بھی بیعت نہ کی تھی اب دوسو کفر کے فتوے اگر سمجھ لئے جائیں وہ جو دوسو فتوے کفر کے اس وقت لگائے گئے تھے اور کہا گیا تھا کہ اسے مارو۔ اس وقت ان کو یہ بھی خیال نہ آیا کہ مارو کس کو ایک ہی تو آدمی ہے تمہارے سامنے ہمت ہے تو اسے مارلو شور مچانے کی بھی ضرورت نہیں لیکن بہر حال دوسو فتووں کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتنا کچھ اور کتنے دے دیئے۔ ہمارے ویسٹ افریقہ میں دوسو کفر کے فتوؤں کے مقابلہ میں کئی لاکھ احمدی ہیں۔ ویسٹ افریقہ سات ہزار میل دور ہے۔ بڑی دیر کے بعد ہم ان کے پاس پہنچے ہیں یہاں تو جو پچاس فیصدی کی حد تک احمدی ہے وہ (میرا خیال ہے) پاکستان میں دوکڑور سے کم نہیں ہوگا۔ اور جو پچھتر فیصد کی حد تک احمدی ہے وہ بھی ایک کڑور سے کم نہیں ہے باقی جو سو فیصدی احمدی ہیں وہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم احمدی ہیں ان کے دعویٰ کے مطابق خدا کرے ان کی زندگیاں ہوں تعداد کے لحاظ سے وہ بھی کم نہیں ہیں۔ جب ساری دنیا کہہ رہی تھی (اس ایک شخص کو جب اس کا ایک ہی سہارا تھا یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات) کہ تجھے ہم نیست و نابود کر دیں گے اُس وقت اس کیساتھ ایک آدمی بھی نہیں تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ ابھی میں نے بیعت لینی شروع نہ کی تھی کہ دوسو مولویوں کا مجھ پر فتویٰ لگ گیا تھا۔ اس لحاظ سے ''اک سے ہزار ہوویں'' تو آپ بعد میں آنے والوں کے لیے دعا کر گئے تھے لیکن ہوا یہ کہ وہ (یعنی بعد میں آنے والے) اک سے کڑور ہو گئے، ہزار کا سوال ہی نہ رہا۔ تو ساری دنیا کی مخالفتوں اور مخالفانہ منصوبوں اور کفر کے فتوؤں اور واجب القتل ہونے کے نعروں کے درمیان اس شخص کا کون سہارا بنا واضح ہے کہ وہ

اللہ تعالیٰ تھا اور تو کوئی ہو نہیں سکتا اس کی طاقت میں ہے ہر چیز اور وہ خدا جو ہمارا محبوب اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب خدا تھا وہ ہمارا محبوب آج بھی اسی طرح طاقتور اور زندہ اور تمام قدرتوں کا مالک ہے خدا تو نہیں مر گیا نہ اس کے اندر بے وفائی ہے اور نہ اس کے اندر کمزوری پیدا ہوتی ہے اور نہ ہو سکتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طاقتیں اپنی جگہ پر ہیں، مخالف کے منصوبے اپنی جگہ پر ہیں، جماعت کا اخلاص اپنی جگہ پر ہے۔ پس ہمیں اپنے اخلاص کی فکر کرنی چاہیئے۔ دُنیا کی کوئی طاقت نہیں ہے جو ہمارے خلاف کامیاب ہو سکے لیکن ہم اپنی مٹی آپ خراب کر سکتے ہیں اگر ہمارے اندر اخلاص نہ رہے اگر ہم خدا تعالیٰ کے بندے نہ رہیں، اگر ہم اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق اپنی زندگیوں کو گذارنے والے نہ ہوں، تو اپنی ہلاکت کے سامان ہم خود پیدا کر دیں گے لیکن جو اخلاص پر قائم رہیں گے اور جو اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے رہیں گے اور وہ جو اس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرتے ہوئے ''اَسۡلَمۡنَا لِرَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ'' کا نعرہ لگاتے رہیں گے طاقتور خدا ان کے ساتھ رہے گا اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت اور عزّت کے نظارے دیکھتے رہیں گے ان نظاروں کو ہم سے پہلے اسّی سال سے جماعت دیکھ رہی ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کوئی عقلمند اسکا انکار نہیں کر سکتا۔ تو یہ جو منصوبے یا نعرے یا سکیمیں یا اعلان کہ ہم احمدیوں کو قتل کر دیں گے ہمیں اس سے ہرگز کوئی غصہ نہیں پیدا ہونا چاہیئے یہ کھوکھلے نعرے ہیں جو پورے نہیں ہو سکتے اسّی (۸۰) سالہ احمدیت کی زندگی اور تاریخ شاہد ہے اس بات پر کہ ایسے نعرے احمدیت کے خلاف کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ہاں افراد کو قربانی دینی پڑتی رہی ہے حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اس وقت تک۔ سو جماعت کے افراد کو بھی قربانی دینی پڑے گی اس کے لئے ہر فرد کو تیار رہنا چاہیئے اور بشاشت کے ساتھ تیار رہنا چاہیئے لیکن اگر کہا جائے کہ احمدیت کو تباہ کر دیا جائے گا یہ ناممکنات میں سے ہے۔ کیونکہ خدا کی مرضی کے خلاف ہے وہ جو چاہتا ہے (عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ) وہ کر کے چھوڑتا ہے تو کسی پر غصہ نہیں کرنا کوئی وجہ نہیں کہ تم غصہ کرو بلکہ تم رحم کرو جس کے وہ مستحق ہیں ہمدردی کرو جس کے وہ مستحق ہیں ان کی اصلاح کی کوشش کرو جس کے وہ مستحق ہیں پاکستان کی فضا کو پاک کرنے کی کوشش کرو ہمارے ملک کی فضا اس بات کی مستحق ہے کیونکہ ہم اس میں رہ رہے ہیں جس فضا میں ایک

احمدی سانس لے رہا ہو وہ پاک ہونی چاہئے۔ اس واسطے پاکستان کی فضا پاک ہونی چاہئے کیونکہ احمدی اس میں سانس لے رہے ہیں اور پاک کرنے کا آپ ’’آلہ‘‘ ہیں۔ کوشش کریں کہ کوئی تلخی باقی نہ رہے سب کے سب ایک دوسرے سے پیار کرنا سیکھیں اختلاف اپنی جگہ پر ہے سیاسی اختلاف اتنے اہم نہیں ہوتے کہ ایک دوسرے کے گریبانوں پر ہاتھ ڈالے جائیں۔ دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو سمجھ عطا کرے امن اور محبت اور پیار اور آشتی کی فضا میں ہمارے انتخابات لڑے جائیں پھر عوام کی اکثریت جدھر ہو ان کی خواہشات کے مطابق اسلامی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہمارا دستور بھی بنے اور ہمارے قوانین بھی بنیں اور اس روح کے ساتھ اور اس محبت کے ساتھ اور اخلاص کے ساتھ ان قوانین کا اجراء ہو اور ایک پاک اور نہایت ہی حسین اور پیارا معاشرہ ہمارے ملک میں قائم ہو جائے۔ یہ ہم چاہتے ہیں اور اس کے لئے ہمیں کوشش کرنی چاہئے یہ تو ہمارا کام ہے لیکن اس سے بہت اہم ذمہ داریاں ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ نے ڈالی ہیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی نصرت جہاں ریزروفنڈ ہے۔ آج میں اسی سلسلہ میں دو۲ باتیں کہنا چاہتا ہوں۔

ایک یہ ہے کہ جس نے دوسری منزل بنانی ہو وہ پہلی منزل کو کمزور نہیں کیا کرتا جو کام ہمارے جاری ہیں ان میں کمزوری نہیں آنی چاہئے پختگی نہ صرف قائم رہنی چاہئے بلکہ اور زیادہ اس کو پختہ کرنا چاہئے جو کام ہمارے جاری ہیں جیسے صدر انجمن احمدیہ کے وہ کام جو مجلس شوریٰ کے موقع پر پاس ہوئے ہیں پھر تحریکِ جدید کے کام ہیں پھر وقف جدید کے کام ہیں پھر فضلِ عمر فاؤنڈیشن کا کام ہے (اگرچہ اس نے مزید عطایا وصول نہیں کرنے لیکن وہ کام ابھی جاری ہے) الغرض جو کام جاری ہیں ان کے اندر کمزوری نہیں آنی چاہئے پہلے سے زیادہ ان میں تیزی پیدا ہونی چاہئے پہلے سے زیادہ پختگی ان میں پیدا ہونی چاہئے۔ یہ کام جو ہیں ان کا بہت بڑا حصہ اموال کا مطالبہ کرتا ہے اس کیلئے ہمارے لازمی چندے ہیں یا دوسرے چندے ہیں وہ بجٹ کے مطابق پورے ہونے چاہئیں ورنہ شوریٰ کے فیصلے کے مطابق کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ اسی طرح ہے جس طرح ہم سانس لیتے ہیں اس کا ہمیں کوئی احساس بھی نہیں ہوتا یعنی جس کے لئے ہمیں کوئی کوفت اٹھانے کی ضرورت نہیں ہم سانس لے رہے ہیں اور تازہ دم ہو رہے ہیں لیکن

ہمیں اس کا احساس نہیں ہوتا پھر دل کی حرکت ہے یہ دوسری مثال ہے دل کی حرکت مسلسل جاری ہے لیکن اس کا بھی ہمیں احساس نہیں ہوتا کہ دل دھڑک رہا ہے اور اس کے دھڑکنے کے نتیجہ میں ہم زندہ رہ رہے ہیں۔ یہ جو ROUTINE (روٹین) کے کام ہیں یہ صحت مند طریقے سے پختگی کے ساتھ جاری رہنے چاہئیں ان چندوں کی طرف جماعت کو توجہ دینی چاہئے فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے عطایا کی وصولی کا کام تو اب نہیں ہو رہا جو انہوں نے کام اپنے ذمہ لئے ہیں ان کی طرف انہیں توجہ دینی چاہئے اور جماعت کو بھی یاددہانی کراتے رہنا چاہئے یہ بھی بڑی قربانی جماعت کی طرف سے تھی۔

اب یہ نصرت جہاں ریزروفنڈ ہے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی تھی کہ خلافتِ احمدیہ پر ۶۲ باسٹھ سال کے قریب گزر چکے ہیں جماعت طاقت رکھتی ہے کہ اگر بشاشت سے ہمت کر کے کام کرے تو باسٹھ لاکھ روپیہ ایک لاکھ روپیہ فی سال کے حساب سے نصرت جہاں ریزروفنڈ میں جمع ہو جانا چاہئے۔اس وقت تک جو وعدے ہوئے ہیں وہ پچیس لاکھ سے اوپر پاکستان کے ہیں اور کوئی بارہ لاکھ کے قریب بیرون پاکستان کے ہیں۔ بیرون پاکستان کے لحاظ سے یہ نسبت بہت اچھی ہے باسٹھ لاکھ کی حد میں سے باقی رہ جاتے ہیں چوبیس پچیس لاکھ لیکن باہر کی جماعتوں میں بعض کا ابھی مجھے علم نہیں مثلاً میں نے کہا تھا امریکہ کی جماعت سے کہ تیس ہزار ڈالر دو اس فنڈ میں۔

اسی طرح غانا ہے لیگوس ہے۔لیگوس کے تو غالباً بیس ہزار پاؤنڈ کے قریب یعنی ایک لاکھ ستّر ہزار یا دو لاکھ کے قریب وعدے ہو چکے ہیں۔اسی طرح غانا کو میں نے کہا تھا کہ دو لاکھ دو۔ان کے انشاء اللہ تعالیٰ زیادہ ہو جائیں گے پھر افریقہ کے دوسرے ممالک ہیں یا دنیا کے دوسرے ممالک ہیں۔ مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ بیس لاکھ سے زائد یہ رقم بن جائے گی گو اس وقت تک چودہ لاکھ کے وعدے باہر سے آئے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ بیالیس لاکھ کے وعدے اور رقوم اپنے وقت تک پاکستان سے وصول ہونی چاہئیں اس وقت جو مجھے دوسو دوست چاہئے تھے جو پانچ پانچ ہزار روپیہ کے وعدے کرنے والے ہوں ان میں سے ابھی صرف ایک سو اکتالیس دوست آگے آئے ہیں دوسو جنہوں نے دو دو ہزار کا وعدہ کرنا تھا وہ قریباً

پورے ہو چکے ہیں ان کے ایک سو چھیانوے وعدے ہو چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس مہینہ میں وہ وعدے پورے ہو جائیں گے لیکن میرے لئے یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور آپ کے لئے بھی خوشی کی بات ہونی چاہئے کہ میرا اندازہ تھا کہ جماعت میں سے صرف ایک ہزار آدمی شاید ایسا نکلے جو پانچ سو روپیہ فی کس کا وعدہ کرے اور ادا کرے اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے تئیس سو کو یعنی اس سے اڑھائی گنا زیادہ کو توفیق دی ہے کہ وہ پانچ پانچ سو کا وعدہ کریں اور وہ وعدے پورے کر رہے ہیں انہوں نے اخلاص سے وعدے کیے ہیں ان اڑھائی ہزار میں سے (میرا خیال ہے) کئی سو ایسے ہیں جو پانچ پانچ سو روپے سے بڑھ کر ’’دو ہزار‘‘ تک آجائیں گے یعنی وہ (دو ہزار فی کس تک) آسکتے ہیں جس دن بھی میں نے ان کو توجہ دلائی وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس صف میں آجائیں گے اور پندرہ بیس آدمی (جن کو اللہ تعالیٰ نے طاقت دی ہوئی ہے) تیس چالیس پچاس ہزار دینے کی وہ بھی پانچ ہزار پر آکر ٹھہر گئے ہیں۔ پتہ نہیں کیوں؟ شاید ان کو ذَکِّرْ کے حکم کے مطابق یاددھانی نہیں کرائی گئی لیکن میں ان کو چھوڑتا ہوں چندہ دینے والے کی نسبت یہ فکر تو ہوتی ہے کہ وہ پیچھے نہ رہ جائے لیکن یہ مجھے فکر نہیں ہے کہ اگر پیسے یہی ہیں تو زیادہ کہاں سے آئیں گے۔ مجھے پیسے آپ نے نہیں دینے کیونکہ آپ نے مجھے خلیفہ نہیں بنایا اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور وہ مجھے پیسے دیتا ہے اپنے کاموں کیلئے اور وہ دے گا اس لئے اس کی تو مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ لیکن اس شخص کے متعلق فکر ہو جاتی ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے زیادہ دینے کی توفیق دی تھی وہ پیچھے کیوں رہ رہا ہے۔ اور تئیس سو ایسے ہیں جنہوں نے پانچ سو کا وعدہ کیا ہے اور وہ روزانہ بہت بڑھ رہے ہیں۔ آج کی رپورٹ میں بھی شاید دس پندرہ ہیں جو پانچ پانچ سو کا وعدہ کرنے والے ہیں۔

ابھی تو بعض پہلو ایسے ہیں جن کا میں نے اظہار نہیں کیا بعض جماعتیں اور بعض علاقے ایسے ہیں جن کو میں نے ابھی توجہ نہیں دلائی مثلاً زمیندار ہیں جب ان کی خریف کی فصل ان کے گھروں میں آجائے گی پھر ربیع کی فصل بھی آجائے گی تو ان میں سے بہت سارے (اس تحریک میں شامل ہونے کے لئے) تیار ہو جائیں گے ویسے بھی زمیندار میں کچھ ہچکچاہٹ ہوتی ہے اور ہونی بھی چاہئے کیونکہ فصل جب تک گھر نہ آجائے اس کا اعتبار نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ

ہزار ہا آزمائشیں رکھتا ہے میں بھی خاموش ہوں اور وہ بھی خاموش ہیں۔ میں خاموش بھی ہوں اور دعا بھی کر رہا ہوں۔ کاش! میرے زمیندار بھائی جو ہیں وہ خاموش بھی رہیں اور دعا بھی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی فصلوں میں برکت ڈالے پھر ان کو توفیق بھی دے کہ اس کی راہ میں پھر قربانیاں دیں اور انشاء اللہ اب مجھے امید ہے کہ یہ تعداد بھی پانچ ہزار تک پہنچ جائے گی اسوقت تک کوئی ستائیس اٹھائیس سو تک ہے کوشش تو زیادہ کی ہے جو پانچ سو سے کم چندہ دینے والے ہیں وہ تو کسی شمار میں نہیں آتے ہمارے شمار میں نہیں آتے اللہ تعالیٰ کے شمار میں تو ہیں وہ بھی اگر ملائے جائیں تو چندہ دینے والے بھی شاید پانچ ہزار تک پہنچ جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ایک الہام کو سامنے رکھکر یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ باسٹھ لاکھ (کم از کم) روپیہ دینے والوں کی تعداد پانچ ہزار کی ہوجائے اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تعداد کو بابرکت تعداد بنادے۔ دراصل تعداد بھی کوئی چیز نہیں پیسہ بھی کوئی چیز نہیں اللہ کی برکت چاہیئے پھر کام ہوتے ہیں۔ اسی طرح باہر کی جماعتوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں مثلاً (حالیہ سفر افریقہ ویورپ میں) میں لنڈن میں ٹھہرا تو انگلستان کی جماعتوں نے بڑی قربانیاں دی ہیں وہاں ڈنمارک کے ایک دوست آئے ہوئے تھے۔ ڈنمارک بعد کا مشن ہے۔ یہ نوجوان مشن ہے میرا خیال ہے کہ یہ مشن اس چندہ میں یورپ میں سب سے آگے نکل گیا ہے۔ دو ہزار پاؤنڈ تک ان کا چندہ پہنچ گیا ہے۔ ان کی (تعداد کے لحاظ سے) تربیت کے لئے زمانہ لازم ہے تربیت زمانہ کا مطالبہ کرتی ہے زمانہ گذرنے پر آہستہ آہستہ تربیت پختہ ہوتی ہے یہی خدا کا اصول ہے ڈنمارک ایک نیا اور نوجوان مشن ہے وہ دوسروں سے آگے نکل گیا ہے اب انشاء اللہ تعالیٰ اُمید ہے کہ دوسرے ملکوں کو بھی غیرت آئے گی آج بھی مجھے خط ملا ہے کہ ہمیں پتہ نہیں کہ یہ تحریک (نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی) ہمارے ملک کے لئے بھی ہے یا نہیں خود تو ہم فیصلہ کر نہیں سکتے اس کے متعلق ہمیں بتایا جائے اب تو یہ تحریک عالمگیر بن گئی ہے۔

ایسے ممالک سے مجھے امید ہے کہ باہر والے بیس لاکھ روپیہ ادا کر دیں گے ان کے متعلق تو مجھے امید ہے لیکن پاکستان کے متعلق مجھے یقین ہے کہ یہ پینتالیس لاکھ سے زیادہ رقم دے سکتے ہیں اگر نہ دیں تو ان کی سستی ہوگی اللہ تعالیٰ کے فضل کی کمی اس کا نتیجہ نہ سمجھی جائے گی تو

سُستیاں دور کرو باسٹھ لاکھ (کم ازکم) دے دینا چاہئے باقی ہمارا قدم تو آگے ہے اور اللہ تعالیٰ کا اتنا فضل ہے کہ جو کچھ اس نے قبول کر لیا ہے اگر ہم زندگی بھر الحمدللہ پڑھتے رہیں تو اس کی قبولیت کا شکر ادا نہیں کر سکتے ایبٹ آباد میں ہمارے بچوں کو پتہ لگا کہ ایک دوست کے پاس حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ۱۹۵۵ء کی تقریر ریکارڈ کی ہوئی ہے وہ اسے لے آئے میں نے بھی سُنی ساری رات سوچتا رہا اور الحمدللہ بھی پڑھتا رہا خدا کی شان دیکھو کہ ۱۹۵۵ء میں ایک غیر ملکی مہم کے لئے (باہر کسی ملک میں کوئی کام تھا) حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ساری جماعت سے پینتیس ہزار روپیہ جمع کرنے کی تحریک کی اور یہ کہا کہ اگر جماعت پینتیس ہزار روپیہ مجھے دے دیگی تو یہ کام ہو جائے گا اب پاکستان میں بھی بہت سارے دوست ہیں انگلستان کے دو دوستوں کے چندے اتنے ہیں کہ جن کی مقدار پینتالیس ہزار بنتی ہے اور وہ دو دوست ایسے ہیں جو دے چکے ہیں میں ایسے دو کے متعلق بتا رہا ہوں ان کا نام نہیں لے رہا کہ جنہوں نے نقد دے دیا ایک نے پورے کا پورا اور ایک نے اپنے وعدہ کا پانچواں حصہ دے دیا اور یہ رقم بنتی ہے (ایک کا پانچواں حصہ اور دوسرے کا پورا ادا کر دینے کے بعد) پینتالیس ہزار حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت ساری جماعت سے اپیل کی تھی کہ پینتیس ہزار دو تو یہ کام ہو جائے گا۔ یہ ۱۹۵۵ء کی بات ہے بڑی دور کی بات نہیں اللہ تعالیٰ نے پندرہ سال کے اندر اندر ساری جماعت پر اتنا فضل کیا ہے کہ ان کی دولت کو کہیں سے کہیں تک بڑھا دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے یہ وعدہ بھی کیا گیا تھا کہ ان کے اموال میں برکت دوں گا ان کے اموال میں بڑی نمایاں برکت ہمیں نظر آئی مثال کے طور پر یہ جو نصرت جہاں ریزروفنڈ کا چندہ ہے اس میں ایک آدمی تین گُنے کا وعدہ کر کے بیس ہزار میں سے نقد بھی ادا کر دیتا ہے اور اخلاص میں بھی برکت پیدا ہوئی۔ ہمارے ملک کے لحاظ سے ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے قریباً تین ہزار کا پانچ پانچ سو روپیہ کا وعدہ کرنا اور اڑھائی ہزار کا دو دو سو روپیہ نقد دے دینا بڑی چیز ہے دُنیا تو خدا کے نام پر ایک دھیلہ بھی نہیں دیتی۔ اصل میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت جو اسلام کی خدمت ہو رہی ہے وہ صرف احمدی کر رہے ہیں لیکن جماعت کے

اندر ایک انقلاب عظیم (میں اس کے نتائج نہیں بتا رہا) پیدا ہو گیا ہے ان کے اخلاص میں برکت اور مال میں برکت اس کے نتائج میں برکت پیدا کر دی گئی ۔کس کس نعمت کا تم شکر ادا کرو گے ایک ہی فضل ایسا ہوتا ہے کہ اگر انسان سچے طور پر سوچے تو اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ خدا کے ایک فضل کے بعد اگر میں ساری عمر الحمدللہ پڑھتا رہوں تو شکر ادا نہیں کر سکتا۔ یہاں تو فضل اتنے ہیں کہ گنے نہیں جاسکتے جو خدا کو نہیں پہچانتے ان پر جو اللہ تعالیٰ فضل نازل کرتا ہے وہ بھی گنے نہیں جاسکتے تو جو اللہ تعالیٰ کو پہچانتے ہیں اور جن کو اللہ تعالیٰ نے جماعت میں داخل ہونے کی توفیق دی ہے ان پر جو فضل ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نہ پہچاننے والوں کے مقابلہ میں اتنے ہیں کہ وہ گنے نہیں جاسکتے ہمارا تو دماغ چکرا جاتا ہے جب ہم یہ سوچتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کتنے فضل ہیں انسانی ذہن کو یہ طاقت ہی نہیں دی گئی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا احاطہ کر سکے۔ یہ سچائی ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا تو جتنا زیادہ سے زیادہ طاقت میں ہے خدا کی حمد کرنا اس کا شکر کرنا، اتنی حمد اور شکر کرو پھر عاجزی کے ساتھ اپنے رب کریم سے کہو کہ تُو نے جتنی طاقت ہمیں دی اس کے مطابق جتنا ہم شکر کر چکے وہ ہم تیرے حضور پیش کرتے ہیں تو نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں اور دوں گا اگر ہم میں کمیاں رہ گئیں ہیں کیونکہ ہم تیرے عاجز بندے ہیں تو تو ہمیں معاف کر اور تو ہمارے تھوڑے شکر کو بہت سمجھ اور ہمارے دماغ کو صحتمند کر کیونکہ دماغی بیماریاں بھی ہوتی ہیں اور ہمارے اخلاص کی کمی کو نظر انداز کر دے اے ہمارے خدا! ایسا سمجھ لے اپنے فضل سے کہ واقعہ میں اپنی طاقتوں کو مدنظر رکھ کر جتنا تیرا شکر ادا کرنا چاہیئے تھا اتنا ہم نے شکر ادا کر دیا اور اس کے مطابق ہم سے سلوک کر اور اپنے پیار میں اس کے مطابق زیادتی کرتا چلا جا تو یہ دعائیں کرو اور اپنی ذمہ داریوں کو سمجھو۔نومبر تک چالیس فیصدی کے لحاظ سے موجودہ شکل میں دس لاکھ روپیہ نقد ہونا چاہیئے اس وقت پانچ لاکھ سے اوپر ہے لیکن چونکہ کئی دوستوں نے اکٹھی رقم دے دی ہے چالیسواں حصہ نہیں دیا اس واسطے عملاً بارہ لاکھ ہونا چاہیئے۔بعض زمینداروں نے تو اپنے وعدے لکھوا دیئے ہیں اور بعض مجھے یقین ہے کہ ہچکچائے اور اچھا کیا کہ انہوں نے ابھی وعدے نہیں لکھوائے ہوسکتا ہے کہ وہ پانچ سو نقد ادا کر دیں پھر اگلی فصل کا انتظار کریں پھر اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالے تو پانچ صد ادا کر دیں۔

بہر حال نومبر سے پہلے بارہ لاکھ کے قریب رقم آنی چاہئے وہ آپ یاد رکھیں خدا سے آپ نے وعدہ کیا ہے اس کو پورا کریں اور جو یہ منصوبہ ہے نصرت جہاں ریزرو فنڈ کا یہ تو بنیاد ہے نا اس کے اوپر عمارت بنی ہے وہ اور چیز ہے۔ اس کے اوپر عمارت بنی ہے تیس چالیس ہسپتالوں کی اور اس کے اوپر عمارت بنی ہے ستر، اسی، نوے، سونئے ہائی سکولوں کی اور باہر کے ملکوں کی رقوم کو ابھی میں نے شامل نہیں کیا۔ بہت سے عیسائی پیراماؤنٹ چیف ایسے ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ زمین بھی ہم مفت دیں گے اور تعمیر بھی ہم مفت کر کے دیں گے (اور وہ ہمارے نام رجسٹری بھی کروا دیتے ہیں)۔ آپ یہاں ڈاکٹر بھیجیں کیونکہ یہاں ڈاکٹروں کی بڑی ضرورت ہے۔ ان کی قیمتوں کا تو اندازہ نہیں ہمارے ملک کے لحاظ سے لاکھ لاکھ روپے کی وہ زمین اور عمارت ہے وہ ہم نے شمار نہیں کی ایسے ایسے وعدے ہیں جو انہوں نے کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب قبول کرتا ہے اپنے بندہ کی عاجزانہ پیش کش کو تو اس کے دو نتیجے برآمد ہوتے ہیں ایک یہ کہ اس میں برکت پڑتی ہے اور دوسرے یہ کہ حاسد پیدا ہو جاتے ہیں۔ حاسد بھی پیدا ہو رہے ہیں اور عیسائی بد مذہب مشرک جو ہیں وہ مائل بھی ہو رہے ہیں تو قبولیت کے دونوں نتیجے جو نکلنے چاہئیں وہ نکل رہے ہیں۔ لیکن ”لا فخر“ ہمیں یہی تعلیم دی گئی ہے کہ ہمیں کوئی فخر نہیں ہے اپنی کوئی ذاتی خوبی نہیں ہے نہ مجھ میں ہے نہ آپ میں ہے اللہ تعالیٰ کا فضل ہے تمام حسن و احسان کا وہی سرچشمہ ہے اس کا انعکاس کہیں زیادہ چمک کے ساتھ ظاہر ہو جاتا ہے کہیں ذرا مدھم شکل میں انعکاس ہو جاتا ہے سب اسی کے سائے ہیں سبھی اس کے انعکاس ہیں اسی کی روشنی کی چمکار ہے تو تکبر اور غرور اور فخر اور ریا جیسے شیطانی وسوسے دل میں نہیں پیدا ہونے چاہئیں۔ اللہ فضل کر رہا ہے ہم اس کے عاجز بندے ہیں وہ فضل کرتا چلا جائے گا کیونکہ اس نے خود یہ کہا ہے کہ میں اس وقت تک جماعت احمدیہ پر فضل کرتا چلا جاؤں گا جب تک کہ تمام دنیا کے عیسائی تمام دنیا کے دہریہ اور تمام دنیا کے بد مذہب جو ہیں وہ اسلام اور احمدیت میں داخل نہیں ہو جائیں گے اور جو باہر رہیں گے ان کی حیثیت چوہڑوں چماروں کی طرح بن جائے گی یہ تو ایسا فیصلہ ہے جو ہو کر رہے گا دنیا دنیوی لحاظ سے اپنے آپ کو بڑا طاقتور سمجھتی ہے لیکن ان ساری طاقتوں کو اور ان طاقتوں کو جو ابھی تک انسان کے علم میں نہیں آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایک حکم ”کن“ کے

ساتھ پیدا کر دیا۔ اسی ایک حکم کے ساتھ جب وہ چاہے گا اسے مٹا دے گا تو دنیا پتہ نہیں کس چیز پر فخر کرنے لگ جاتی ہے پس آپ کو کہیں شیطان ورغلا نہ دے۔ آپ کے دل میں وسوسہ نہ پیدا ہو جماعت بڑی قربانی کر رہی ہے۔ لیکن صرف اس وجہ سے کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا یہی منشاء ہے کہ جماعت قربانی دے۔ اگر اس کا فضل شامل حال نہ رہے تو آپ ایک دھیلے کی قربانی نہیں کر سکتے اور فضل کے بغیر جس دھیلے کی آپ قربانی کریں گے اللہ تعالیٰ اسے ہاتھ سے پکڑ کر تمارے منہ پر مارے گا کہ لے جاؤ اسے مجھے غیر مخلص پیسہ نہیں چاہئے اپنی فکر کرتے رہو اور خدا کے دامن سے چمٹے رہو دنیا کی کوئی طاقت آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتی اور شیطان کے سب حملے خواہ کسی شکل میں کسی طاقت کے ساتھ ہوں وہ ناکام ہو کر واپس چلے جائیں گے کیونکہ آپ کو شیطان اپنے پیدا کرنے والے رب کی گود میں پائے گا اور وہ اس سے خوف کھائے گا پس دعائیں کرو اللہ کے دامن کو نہ چھوڑو۔ اہل دنیا سے پیار کرو ان سے نفرت نہ کرو کسی سے دشمنی نہ کرو کسی کو دکھ نہ پہنچاؤ اور وہ جو تمہیں دکھ پہنچانے والے ہیں اور تمہارے ساتھ دشمنی کرنے والے ہیں ان سے فکر مند بھی نہ ہو۔ جو جائز تدبیر ہے وہ بہر حال ہم نے کرنی ہے کیونکہ خدا کا یہی حکم ہے لیکن اس جائز تدبیر کے بعد آپ کے لئے خائف ہونے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ خدا کہتا ہے کہ یہ ناکام ہونگے۔ جس کے کانوں میں خدا تعالیٰ کے میٹھے بول پڑ رہے ہوں اسے دنیا کی کِس طاقت سے ڈر ہے خدا کرے کہ آپ کو سننے کی بھی توفیق عطا کرے۔ (اللّٰھم اٰمین)

(از رجسٹر خطبات ناصر۔ غیر مطبوعہ)

❁❁❁